Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

# Al-Shayṭān: A Thematic Study in the Light of Qur'ān and Sunnah

# الشیطان: قرآن وسنت کی روشنی میں موضوعی مطالعہ

## Authors Details

1. **Zafar Ahmad Khan** (Corresponding Author)
   Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Azad Jammu and Kashmir, Muzaffarabad, Pakistan.

## Citation

Khan, Zafar Ahmad." Al-Shayṭān: A Thematic Study in the Light of Qur'ān and Sunnah."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 606–628.

## Submission Timeline

**Received:** Feb 10, 2025
**Revised:** Feb 27, 2025
**Accepted:** Mar 09, 2025
**Published Online:** April 11, 2025

Article QR

## Publication, Copyright & Licensing

**Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.**
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

# Al-Shayṭān: A Thematic Study in the Light of Qur'ān and Sunnah

# الشیطان: قرآن وسنت کی روشنی میں موضوعی مطالعہ

☆ ظفر احمد خان


## Abstract

This research paper provides a thematic study of *al-Shayṭān* (Satan) in the light of the Qur'ān and Sunnah. The Qur'ān introduces Shayṭān as the eternal adversary of humankind, whose disobedience and arrogance led to his rejection from divine mercy. His enmity toward Adam (A.S.) and his progeny is manifested through deception, pride, jealousy, false promises, and whispering evil thoughts. The Sunnah further elaborates on his tricks and strategies, highlighting how he influences individuals, families, and societies by sowing discord, encouraging disobedience, and promoting immorality. Despite his persistent efforts, the Qur'ān affirms that Satan's power is limited; he can only mislead through suggestion and has no compulsion over believers who rely on Allah. The Prophet Muhammad (PBUH) emphasized the importance of seeking refuge in Allah, regular recitation of Qur'ānic verses such as *Āyat al-Kursī*, and remembrance (*dhikr*) as key means of protection. This study also sheds light on the dangers of practices inspired by satanic influences, such as sorcery, false oaths, envy, and superstition, which weaken faith and disrupt social harmony. Moreover, the examples from the Prophet's life and his companions demonstrate the importance of vigilance against the enemy's plots, whether in spiritual or worldly matters. The paper concludes that awareness of Shayṭān's schemes, combined with obedience to Allah and His Messenger, humility, unity, and strong faith, is essential for individual and collective success. Thus, the Qur'ān and Sunnah serve as comprehensive guides to safeguard believers against Satan's deceptions.


**Keywords:** Shayṭān, Qur'ān, Sunnah, Disobedience, Temptation, Protection

## تعارف موضوع

شیطان کو قرآن وسنت میں انسان کا سب سے بڑا اور کھلا دشمن قرار دیا گیا ہے جو ابتداء آفرینشِ آدمؑ سے ہی انسان کو گمراہ کرنے کے درپے رہا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی، تکبر کیا اور ہمیشہ کے لیے مردود وملعون ٹھہرا۔ قرآن پاک میں شیطان کی مختلف صفات اور چالوں کا ذکر آیا ہے تاکہ اہل ایمان اس کے مکروفریب سے آگاہ رہیں۔ کبھی وہ حسد، تکبر اور غرور کے ذریعے انسان کو گمراہ کرتا ہے اور کبھی جھوٹی آرزوئیں، فتنہ وفساد، جادو اور بے حیائی کی طرف مائل کرتا ہے۔ سنت نبویؐ میں بھی شیطان کی چالاکیوں اور وساوس سے بچنے کے لیے واضح ہدایات دی گئی ہیں، مثلاً آیت الکرسی کی تلاوت، اذکار، اور اللہ کی پناہ طلب کرنا۔ اس موضوعی مطالعہ کا مقصد یہ ہے کہ شیطان کی حقیقت، اس کے حربے اور اس کے اثرات کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیا جائے اور مسلمانوں کو یہ شعور دیا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر کس

☆ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف آزاد جموں وکشمیر، مظفرآباد، پاکستان۔

طرح اپنے ایمان اور اعمال کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ آج کے دور میں امت مسلمہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ اس ازلی دشمن کو پہچانے اور اللہ ورسولؐ کی اطاعت سے اس کے شر سے محفوظ ہو۔

**اہمیت موضوع**

کوئی بھی قوم یا ملک اس وقت تک مستحکم نہیں ہو سکتا جب تک اسکے خفیہ ادارے فعال کردار ادا نہ کریں اور دشمن کی چالوں سے واقفیت حاصل نہ کر لیں۔ تاریخ اسلام اس سے بھری پڑی ہے کہ آپ ﷺ نے اس عمل کو بہت ترجیح دی ہے۔غزوہ بدر کے موقع پر پہلے آپ ﷺ نے خود اس عمل کو سرانجام دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے رفیق غار حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو ہمراہ لیا اور خود فراہمی اطلاع کے لیے نکل پڑے۔ ابھی دور ہی سے لشکر کے کیمپ کا جائزہ لے رہے تھے کہ ایک بوڑھا عرب مل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے قریش اور محمد ﷺ و اصحاب کا حال دریافت کیا۔ دونوں لشکروں کے متعلق پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کی شخصیت پر پردہ پڑا رہے۔ لیکن بڈھے نے کہا: جب تک تم لوگ یہ نہیں بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس قوم سے ہے میں بھی کچھ نہیں بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم بتاؤگے تو ہم بھی بتا دیں گے۔ اس نے کہا: اچھا تو یہ اس کے بدلے ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی فلاں روز نکلے ہیں۔ اگر مجھے بتانے والے نے صحیح بتایا ہے تو وہ لوگ آج فلاں جگہ ہوں گے۔ اور ٹھیک اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں اس وقت مدینہ کا لشکر تھا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے قریش فلاں دن نکلے ہیں اگر مجھے بتانے والے نے صحیح خبر دی ہے تو وہ آج فلاں جگہ ہوں گے۔ اور ٹھیک اس جگہ کا نام بتایا جہاں مکے کا لشکر تھا۔

جب بڈھا اپنی بات کہہ چکا تو بولا: اچھا اب بتاؤ کہ تم دونوں کس سے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم لوگ پانی سے ہیں اور یہ کہہ کر واپس چل پڑے۔ بڈھا بکتا رہا پانی سے ہیں، کیا عراق کے پانی سے ہیں؟[1]

اسی روز شام کو آپ ﷺ نے دشمن کے حالات کا پتہ لگانے کے لیے نئے سرے سے ایک جاسوسی دستہ روانہ فرمایا اس کاروائی کے لیے مہاجرین کے تین قائد علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاصؓ دیگر صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ یہ لوگ سیدھے بدر کے چشمے پر پہنچے وہاں دو غلام مکی لشکر کے لیے پانی بھر رہے تھے اُنہیں گرفتار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ اس وقت آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ نے ان دونوں سے حالات دریافت کیے انہوں نے کہا ہم قریش کے سقّے ہیں۔ انہوں نے ہمیں پانی بھرنے کے لیے بھیجا ہے۔ قوم کو یہ جواب پسند نہ آیا انہیں توقع تھی کہ یہ دونوں ابوسفیان کے آدمی ہوں گے کیوں کہ ان کے دلوں میں اب بھی بچی کھچی آرزو رہ گئی تھی کہ قافلے پر غلبہ حاصل ہو، چنانچہ صحابہ ؓ نے ان دونوں کی ذرا سخت پٹائی کر دی اور انہوں نے مجبور ہو کر کہہ دیا کی ہاں ہم ابو سفیان کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد مارنے والوں نے ہاتھ روک لیا۔رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ناراضگی سے فرمایا جب ان دونوں نے صحیح بات بتائی تو آپ لوگوں نے پٹائی کر دی۔ اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم ان دونوں نے صحیح کہا تھا کہ یہ قریش کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے دونوں غلاموں سے فرمایا اچھا اب مجھے قریش کے متعلق بتاؤ انہوں نے کہا یہ ٹیلہ جو

---

1 -Mubārakpūrī, Ṣafī ar-Raḥmān, *Ar-Raḥīq al-Makhtūm* (Lahore: Al-Maktaba as-Salafiyya, n.d.), 286.

وادی کے آخری دہانے پر دکھائی دے رہا ہے قریش اسی کے پیچھے ہیں ۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا لوگ کتنے ہیں ۔ انہوں نے کہا بہت ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا تعداد کتنی ہے انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں تب انہوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تب تو لوگوں کی تعداد ۹۰۰ اور ایک ہزار کے درمیان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا ان کے معززین قریش میں سے کون کون ہیں انہوں نے کہا : ربیعہ کے دونوں صاحبزادے ، عتبہ اور شیبہ اور ابو البختری بن ہاشم ، حکیم بن حزام ، نوفل بن خویلد ، حارث بن عنبر، طیمہ بن عدی، نضر بن حارث ، زمعہ بن اسود ، ابوجہل بن ہاشم،اُمیہ بن خلف ، اور مزید کچھ لوگوں کے نام گنوائے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمہارے پاس لا کر ڈال دیا ہے۔[2]

اسی مضمون سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ حضرت ابوہریرہ ؓ کا بھی قابل ذکر ہے۔

محمد بن سیرین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا ایک آنے والا میرے پاس آیا اور دونوں ہاتھ بھر کے غلہ لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلوں گا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی) اس میں یہ بھی تھا (پھر اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ اور آیۃ الکرسی پڑھ لو تو اللہ تعالیٰ برابر تمہاری حفاظت فرماتا رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس بھی نہ پھٹکے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ ہے تو جھوٹا مگر اس نے یہ بات سچ کہی اور وہ شیطان تھا۔[3]

حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ان کے ہاں ایک طاق تھا جس میں کھجوریں تھیں ایک جنی آتی اور اس میں سے کھجوریں چرا لیتی۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور جب وہ آئے تو کہنا بِسْمِ اللّٰہِ اور پھر کہنا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ ابوایوب انصاری ؓ نے اسے پکڑ لیا تو وہ جنی قسم کھانے لگی کہ دوبارہ نہیں آئے گی۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ عرض کیا اس نے قسم کھائی ہے کہ اب نہیں آئے گی۔ آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا کیونکہ وہ جھوٹ کی عادی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اسے پکڑا تو اس نے پھر قسم کھائی اور ابوایوب انصاریؓ نے اسے دوبارہ چھوڑ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مایں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ عرض کیا اس نے قسم کھائی ہے کہ اب نہیں آئے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا کیونکہ وہ جھوٹ کی عادی ہے چنانچہ حضرت ابوایوب نے پھر اسے پکڑا اور فرمایا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں۔ اس نے کہا میں تمہیں ایک چیز بتاتی ہوں وہ یہ کہ تم گھر میں آیۃ الکرسی پڑھا کرو تو شیطان یا کوئی اور چیز تمہارے قریب نہیں آئے گی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

2- Ṣafī ar-Raḥmān Mubārakpūrī, *Ar-Raḥīq al-Makhtūm*, 287–88.
3 -Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl Abū ʿAbd Allāh al-Juʿfī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, ed. Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir an-Nāṣir (Beirut: Dār Ṭawq an-Najāḥ, 1422 AH), 4:123, ḥadīth no. 3275.

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے قول کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ وہ جھوٹی ہے۔[4]

سیرت طیبہ اور مندرجہ بالااحادیث سے دشمن کے احوال معلوم کرنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دشمن کی چالوں سے واقفیت حاصل کریں چاہے وہ دشمن جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

اس وقت امت مسلمہ مادی لحاظ سے اتنی کمزور نہیں ہے بلکہ وہ ترقی پزیر اقوام کی صف میں شامل ہے "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"ترقی کی چکاچوند روشنی نے ہماری دینی مذہبی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا اور جسم کو متورم کر دیاہے۔ اور مذہبی روح آخری انگڑیاں لے رہی ہے۔

اس مضمون میں قرآن پاک سے جہاں شیطان کا ذکر آیا ہے اسکا مطالعہ کیا جائے گا۔ اور مطلوبہ آیت مبارکہ بھی ذکر کی جائے گی کیونکہ مضمون سے متعلقہ آیات مبارکہ کی تلاوت بھی اپنی تاثیر رکھتی ہے۔اور اس مضمون میں ایسے پہلوؤں کو سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی جن پر چل کر امت مسلمہ اپنی کمزوریوں کو چھوڑ کر فلاح وکامیابی کی طرف گامزن ہو سکے۔

**شیطان: لغوی تحقیق**

شیطان:ش،ط،ن سے مشتق ہے دور ہوا، کہاجاتاہے،شطن الدار گھرسے دور ہوا۔ شیطان بھی درستگی اور ہدایت سے دور ہے اس لیے اسے شیطان کہاجاتاہے ہر متمرد خواہ وہ جن ہو یاانسان، یاجانور شیطان کہاجاتا ہے حضرت عمرؓ ایک گدھے پر سوار ہوئے تو وہ بدکنا شروع ہوا آپ نے اسے مارا وہ اور بدکنے لگا آپ اس سے اتر گئے اور آپ نے فرمایا تم نے مجھے شیطان پر سوار کر دیا۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔[5]

ابلیس کا اصل نام عزازیل تھا ابلیس اب اس کا صفاتی نام ہے اس لیے کہ "ابلس یبلس" کے معنی ہوتے ہیں مایوس ہو جانا، یہ اللہ کی رحمت سے بلکل مایوس ہے اور جو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائے وہ شیطان ہو جاتاہے وہ سوچتا ہے کہ اب میرا چھٹکارا نہیں ہے میری تو عاقبت خراب ہو چکی ہے لہذا میں اپنے ساتھ اور جتنوں کو برباد کر سکتا ہوں کرلوں۔"ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمھیں بھی لے ڈوبیں گے "

**لفظ شیطان: موضوعی مطالعہ**

اب وہ اس معنی میں شیطان ہے کہ انسان کی عداوت اس کی گھٹی میں پڑ گئی اس نے اللہ سے اجازت بھی لے لی کہ مجھے مہلت دے قیامت کے دن تک کے لیے تو میں ثابت کردوں گا کہ یہ آدم اس رتبے کا حقدار نہ تھا جو اسے دیا گیا۔[6]

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (35) فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ [7] "

---

4 -Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawra, *Sunan at-Tirmidhī*, ed. Aḥmad Muḥammad Shākir, Muḥammad Fu'ād ʿAbd al-Bāqī, and Ibrāhīm ʿAṭwa ʿAwaḍ, 2nd ed. (Cairo: Sharikat Maktaba wa Maṭbaʿa Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1395 AH), 5:158, ḥadīth no. 2880.
5 -Nīsābūrī, Niẓām ad-Dīn al-Ḥasan ibn Muḥammad, *Gharā'ib al-Qur'ān wa Raghā'ib al-Furqān*, ed. Shaykh Zakariyā ʿUmayrāt, 1st ed. (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1416 AH), 1:18.
6 -Aḥmad, Isrār, *Bayān al-Qur'ān*, 9th ed. (Peshawar: Anjuman Khuddām al-Qur'ān, Khyber Pakhtunkhwa, 1435 AH), 1:150.
7- Al-Baqara, 2:34–36.

ترجمہ:"وہ بھی یاد کرو (کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم سجدہ کرو آدم کو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے کہ اس نے انکار کیا اور وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا ہوا اور وہ) علم الہی میں (پہلے سے ہی کافروں میں سے تھااور ہم نے کہا) آدم سے کہ (اے آدم رہو تم بھی اور تمہاری بیوی بھی جنت میں اور کھاؤ) پیو (تم اس میں بفراغت جہاں سے چاہو مگر اس درخت کے قریب بھی مت پھٹکنا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے مگر آخر شیطان نے پھسلا دیا ان دونوں کو اسی درخت کی بنا پر اور اس نے نکال دیا ان دونوں کو ان نعمتوں سے جن میں وہ) رہ رہے (تھے اور حکم دیا ہم نے) آدم اور حوا کو (کہ اتر جاؤ تم اس حال میں کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوؤ گے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور برتنے(استعمال کرنے) کا سامان ایک (مقرر)وقت تک"8

ان آیات مبارکہ میں شیطان مردود کی پہلی صفت ذکر کی گئی ہے کہ اس نے اللہ کے حکم کا انکار کیا اور تکبر کیا۔ اللہ کے حکم کو نہ ماننا جب تکبر کرنا شیطان کے اعمال میں سے ہے ،ہمیں بھی اپنے شب وروز کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا یہی دو خرابیاں جن کی وجہ سے شیطان جو فرشتوں سے کم نہ تھا بلکہ طاوس الملائکۃ کہلاتا تھاہمیشہ کے لیے مردود ہوا ہم میں تو نہیں ہیں، اللہ کے حکم کو توڑنا تکبر ہی کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ حجت ودلیل تو فرشتے بھی پیش کر سکتے تھے۔ ان آیات میں شیطان کی ایک اور خصلت سمجھ آتی ہے وہ حسد ہے، کسی کی نعمت کو برداشت نہ کرنا اور اسکے زائل ہونے کی خوہش رکھنا اور اس کے لیے کردار ادا کرنا شیطان کا طریقہ اور خصلت ہے، خاص طور پر اپنے دوست واحباب ،اپنے ہمنشینوں میں کسی مرتبے ،عہدے کو برداشت نہ کرنا امت مسلمہ میں عام بیماری ہے، علماء نے اس حسد کی بیماری کا علاج بھی تجویز کیا ہے کہ ایسے حالات میں محسود کی نعمت ومرتبہ کی ترقی کی دعا کی جائے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

اس پر تکفیر کا فتویٰ اس لیے دیا گیا کہ اس نے حکم الٰہی کے مقابلے میں تکبر کیا اور اس کے قبول کرنے میں عار کیا اور اس کو خلاف حکمت اور خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا کہ دوسرے مقام پر اس کا قول منقول ہے کہ میں ناری الاصل ہونے کی وجہ سے اس ترابی الاصل سے افضل ہوں اور افضل سے مفضول کی تعظیم کرانا بے موقع ہے۔9

تکبر عزازیل راخوار کرد    کہ در طوق لعنت گرفتار کرد10

اس واقعہ کا بعد والا حصہ تابعدار اور متکبر کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے، شیطان نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اس پر ڈٹا رہا، دلائل قائم کرنے لگا۔ اس کے مقابلے میں حضرت آدمؑ سے لغزش ہوئی اور ندامت و کوتاہی کا ایسا اظہار کیا جسے حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کے لیے مشعل راہ بنا دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی غفاریت کا مظہر بنا دیا۔

8 -Madanī, Isḥāq, *Zubdat al-Bayān fī Tafsīr al-Qur'ān (Ma'rūf Tafsīr al-Madanī aṣ-Ṣaghīr)* (Plandri, Sudhnoti District, Azad Kashmir: Dār al-'Ulūm al-Islāmiyya Bukshmir al-Ḥurra, n.d.), 55.
9 -Thānawī, Ashraf 'Alī, *Tafsīr Bayān al-Qur'ān (Mukammal)* (Lahore: Maktaba Raḥmāniyya, Iqrā' Center, n.d.), 1:44.
10 - Isrār Aḥmad, *Bayān al-Qur'ān*, 1:150.

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:

**وعن ابن مسعود رضى الله عنه أن أحب الكلام إلى الله تعالى ما قاله أبونا آدم حيث اقترف الخطيئة سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله إلا أنت ظلمت نفسي فاغفر لي إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال يا رب ألم تخلقني بيدك قال بلى قال يا رب ألم تنفخ فيَّ من روحك ألم تسبق رحمتك غضبك ألم تسكنى جنتك وهو تعالى يقول بلى بلى قال فلم أخرجتني من الجنة قال بشؤم معصيتك قال تبت أراجعي أنت إليها قال نعم {فَتَابَ عَلَيْهِ} فرجع عليه بالرحمة والقبول۔**[11]

(اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ کلام وہ ہے جو ہمارے باپ آدم نے کہے تھے جن سے ان کی خطا مٹ گئی تھی، وہ یہ ہیں (سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله إلا أنت ظلمت نفسي فاغفر لي إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت) اے اللہ تیری ذات پاک ہے۔ تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا نام بابرکت ہے۔ اور تو بلند وبالا بزرگی والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے پس میری بخشش کر دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدمؑ نے کہا: اے رب کیا تو نے مجھے پیدا نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں؟ پھر حضرت آدمؑ نے فرمایا: اے میرے رب کیا تو مجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں؟ حضرت آدمؑ نے فرمایا کیا آپ کی رحمت آپ کے غضب پر غالب نہیں ہے؟ کیا آپ نے مجھے جنت میں بسایا نہیں تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیوں نہیں، کیوں نہیں! حضرت آدمؑ نے پوچھا تو آپ نے مجھے جنت سے کیوں نکالا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے گناہ کی نحوست کی وجہ سے۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا میں توبہ کرتا ہوں تو مجھے اس جنت میں لوٹا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جی ہاں! پس اللہ تعالیٰ نے ان کی ان پر اپنی رحمت کی اور ان کی توبہ کو قبول فرمالیا۔

سورۃ البقرۃ میں یہود کے بارے میں فرمایا:

**وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝**[12]

ترجمہ: "اور پیچھے ہو لئے اس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اترا دو فرشتوں پر شہر بابل میں جن کا نام ہاروت اور ماروت ہے اور نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو جب تک یہ نہ کہ دیتے کہ ہم تو آزمائش کے لئے ہیں سو تو کافر مت ہو پھر ان سے سیکھتے وہ جادو جس سے جدائی

11 -Nasafī, Abū al-Barakāt ʻAbdullāh ibn Aḥmad ibn Maḥmūd, *Tafsīr an-Nasafī (Madārik at-Tanzīl wa Ḥaqā'iq at-Ta'wīl)*, ed. Yūsuf ʻAlī Badayūnī, 1st ed. (Beirut: Dār al-Kalima aṭ-Ṭayyib, 1419 AH), 1:82.
12- Al-Baqara, 2:102.

ڈالتے ہیں مرد میں اور اس کی عورت میں اور وہ اس سے نقصان نہیں کر سکتے کسی کا بغیر حکم اللہ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان کرے ان کا، اور فائدہ نہ کرے اور وہ خوب جان چکے ہیں کہ جس نے اختیار کیا جادو کو نہیں اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ اور بہت ہی بری چیز ہے جسکے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپ کو اگر ان کو سمجھ ہوتی[13]"

اس سے معلوم ہوا کہ جادو سیکھنا سکھانا اور اس کے ذریعہ سے میاں بیوی یا کوئی بھی دو مسلمانوں کے درمیان جدائی پیدا کرنا انتہائی قبیح عمل ہے۔ جادو کی کوئی بھی صورت ہو وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے قبیح ہے علماء نے لکھا ہے کہ ایسا عمل جس میں شعائراللہ کی توہین اور فرائض کوترک کرنا پڑے وہ حرام ہے۔اسی طرح تعویز گھنڈے جو کسی بھی ناجائز مقصد کے لیے کیے جائیں وہ سب مردودومکروہ ہیں[14]

کسی جائز مقام پرجو فطری طریقہ سے ہٹ کر ہومثلاً میاں بیوی کے درمیان قدرتی محبت سے زیادہ محبت پیدا کرنے کے لیے یا کسی افسرکے ہاں زیادہ مقبولیت اور تقرب حاصل کرنے کے لیے۔ یہ مرض بھی اس امت میں اسوقت عام ہو چکا ہے جس نے اعمال کے ساتھ عقائد کو بھی خراب کردیا ہے بجائے اللہ کی طرف رجوع کرنے کے مخلوق کو خدا بنا دیا ہے۔ تھوڑی سی تکلیف ، مصیبت پر فوراً ایسے افراد کیطرف سہارہ تلاش کیا جاتاہے۔ جس سے انسان دربدر کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔کبھی چھٹکاراممکن نہیں ہوتا اور دنیا اور آخرت کا خسارہ ہوتاہے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا[15]

ترجمہ :تو ہم اس کو ادھر ہی پھیردیں گے جدھر وہ خود چلا، اور) آخر کار (ہم اسکو داخل کردیں گے جہنم میں، اور وہ بڑی ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی۔

ڈاکٹراسراراحمد فرماتے ہیں:

جادوکفرہے لیکن آپ کو آج بھی نقش سلیمانی کی اصطلاح سننے کو ملے گی،اس طرح بعض مسلمان بھی ان چیزوں کو حضرت سلیمانؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور وہ ظلم اب بھی جاری ہے۔۔۔۔شوہراور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنااور لوگوں کے گھروں میں فساد ڈالنا،اس طرح کے کام اب بھی بعض عورتیں بڑی سرگرمی سے سرانجام دیتی ہیں۔ایمان کا تقاضایہ ہے کہ بندہ مومن کو یہ یقین ہو کے اللہ کے اذن کے بغیر نہ کوئی چیز فائدہ پہنچاسکتی ہے اور نہ ہی نقصان،چاہے وہ کوئی دواہو وہ بھی باذن رب کام کریگی ورنہ نہیں۔جو کوئی بھی اسباب طبعیہ ہیں ان کے اثرات تبھی ظاہر ہوں گے اگر اللہ چاہے گا،اس

13-ʻUthmānī, Shabīr Aḥmad, *Tafsīr ʻUthmānī*, trans. Shaykh al-Hind Mawlānā Maḥmūd al-Ḥasanīʻī, comm. Mawlānā Shabīr Aḥmad ʻUthmānī, ed. Muḥammad Walī Rāzīḥ (Karachi: Dār al-Ishāʻat, n.d.), 1:101–102.
14 - Ashraf ʻAlī Thānawī, *Tafsīr Bayān al-Qur'ān*, 1:79.
15 -Al-Nisā', 4:115.

کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، جادو کا اثر بھی اگر ہو گا تو اللہ کے اذن سے ہو گا، چنانچہ بندہ مومن کو اللہ کے بھروسے پر ڈٹے رہنا چاہیے اور مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔[16]

جندب بن کعب الازدیؓ نے ایک ساحر کو قتل کیا آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا:

میری امت میں ایک آدمی ہو گا جس کا نام کعب ہو گا وہ تلوار سے ایک ضرب لگائے گا اور حق و باطل کے درمیان فرق کر دے گا۔[17]

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ فرماتے ہیں:

مسلمان یا ذمی اگر کسی ایسے کلام کے ذریعہ سے جادو کرے جو کفر ہو تو اسے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول کی جائے امام احمد، امام شافعی سفیان ثوری کا بھی یہی قول ہے۔[18]

سورہ اعراف میں ارشاد ہے:

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ (12) قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ (13) قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (14) قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ (15) قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ (16) ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (17) قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ (18) وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (19) فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (20) وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ (21) فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ[19]

ترجمہ: کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے کہا تو اتر یہاں سے، تو اس لائق نہیں کہ تکبر کرے یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی بولا تو جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر پھر ان پر آؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں شکر گزار کہا نکل یہاں سے برے حال سے مردود ہو کر جو کوئی ان میں سے تیری راہ پر چلے گا تو میں ضرور بھر دوں گا دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم رہ تو اور تیری عورت

16 -Isrār Aḥmad, *Bayān al-Qur'ān*, 1:202–203.
17- Qurṭubī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr, *Tafsir-ul-Quran Al-Jāmi'ī li-Aḥkām al-Qur'ān*, ed. Aḥmad al-Bardūnī and Ibrāhīm Aṭfayyish, 2nd ed. (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH), 2:47.
18 -Qurṭubī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr, *Tafsir-ul-Quran Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*, ed. Aḥmad al-Bardūnī and Ibrāhīm Aṭfayyish, 2nd ed. (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH), 2:47–48.
19- Al-A'rāf, 7:55–72.

جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گناہ گار پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھول دے ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ تھی ان کی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اسی لیے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ تمہارا دوست ہوں پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے پھر جب چکھا ان دونوں نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں ان کی اور لگے جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے اور پکارا ان کے رب نے کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے (تفسیر عثمانی)

ان آیات مبارکہ میں واقعہ آدمؑ کے ضمن میں شیطان کا ذکر آیا ہے ان آیات میں بھی فرمایا کہ ہم نے شیطان کو سجدہ کرنے کو کہا لیکن اس نے تکبر کیا اور اپنی بڑائی پر دلائل دینے لگا کہ میں آگ سے بنایا گیا ہوں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں۔

کسی حد تک ممکن ہے مضمون کا تکرار ہو جائے لیکن یہ تکرار بامقصد ہو گا اہل علم کا مقولہ ہے "اِذَا تَکَرَّرَ تَقَرَّرَ" (جب کوئی بات دہرائی جاتی ہے تو وہ دل و دماغ میں پختہ ہو جاتی ہے۔ اور اس مضمون کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہمیں شیطان کی دشمنی کا یقین ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور رحمت کا احساس ہو جائے۔ جب اللہ کا حکم آگیا تو سر ِ تسلیم خم کرنے کے سوا چارہ نہیں اللہ کے سامنے حجت پیش کرنا کیا اللہ کو اس بات کا علم نہیں؟ بندگی کا تقاضا ہے کہ سمجھ آئے نہ آئے سرِ تسلیم خم کر دینا ہے ۔ یہ حجت تو فرشتے بھی پیش کرسکتے تھے کہ ہم نور سے بنائے گئے ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں:

یہاں یہ بات سمجھ لی جئے کہ آدم کو تمام ملائکہ کے سجدے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا یہ صرف تعظیماً تھا؟ اور اگر تعظیماً تھا تو کیا آدم خاکی کی تعظیم مقصود تھی؟ مکی سورتوں میں یہ بات دو جگہ بایں الفاظ واضح کی گئی ہے فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ[20] "پھر جب میں اس (آدم) کی تخلیق مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تب گر پڑنا اس کے سامنے سجدے میں" چنانچہ تعظیم اگر ہے تو خاکی کی نہیں اس کے اندر موجود "روح ربانی" کی ہے جو ایک Divine Spark یا Divine Element ہے۔ جسے "مِنْ رُوحِي" سے تعبیر کیا ہے۔21

ابلیس نے جو اپنی برتری بیان کی وہ یہ تھی کہ آگ کو مٹی پر فوقیت حاصل ہے، آگ میں میں روشنی، چمک اور بلندی پائی جاتی ہے جبکہ مٹی ایک حقیر چیز ہے جو پاؤں تلے روندی جاتی ہے۔ یہ شیطان کی سوچ تھی جب کہ حقیقت اس کے خلاف ہے آگ بھی ایک عنصر ہے اور مٹی بھی، اس لحاظ سے تو کسی کو فوقیت حاصل نہیں۔ مگر یہ شیطان کی بدقسمتی ہے کہ وہ فضیلت کے اصلی عنصر کو سمجھ نہ سکا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں مٹی کو آگ پر فضیلت حاصل ہے کیوں کہ خاک میں حلم، بردباری، انکساری وغیرہ پائی جاتی ہے، جبکہ آگ میں حدت، تلخی، خفت طیش اور چھچھورا پن پایا جاتا ہے۔ یہی چیزیں ابلیس میں بھی پائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے اس میں ہلکا پن پایا جاتا ہے۔

20 -Al-Ḥijr, 15:29.
21- Isrār Aḥmad, *Bayān al-Qur'ān*, 1:149.

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلیات سے مستفید ہونے کی صفت صرف انسان میں پائی جاتی ہے حتیٰ کہ ملائکہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلیات سے مستفید ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور یہی حال جنات کا ہے۔ حضرت مجددؒ اس کی مثال یوں بیان فرماتے ہیں:

سورج کی روشنی لطیف چیزوں میں نمایاں نہیں ہوتی بلکہ کثیف چیزوں میں ہوتی ہے ہوا ایک لطیف چیز ہے سورج کی روشنی اس پر پڑتی ہے مگر اپنے آپ کو نمایاں نہیں کر سکتی جب یہی روشنی زمین اور اس پر موجود چیزوں پر پڑتی ہے تو بلکل نمایاں ہوتی ہے۔ اسی طرح فرشتے اور جنات چونکہ لطیف مخلوق ہیں اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلیات کو جذب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور صرف صفاتی تجلیات سے مستفید ہوتے ہیں، جب کہ انسان ایک کثیف مخلوق ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلیات کا متحمل ہونے کا اہل ہے

اس معاملہ میں غالب نے بھی طبع آمائی کی ہے:

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی　　　چمن زنگار ہے آئینہ باد بہاری کا

یہاں پر صبح کی نسیم طیب کو شیشے اور چمن کو زنگار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس طرح شیشہ بغیر زنگار کے تصویر پیدا نہیں کر سکتا اسی طرح بغیر چمن کے نسیم طیب بھی اپنا نہیں دیکھا سکتی گویا زنگار پھول اور پھل چمن کے مرہون منت ہیں۔ مطلب یہ کہ انسان میں ہر قسم کی کثافت پائی جاتی ہے جس خدا تعالیٰ کی تجلیات کا جلوہ ظاہر ہو سکتا ہے جو کہ ملائکہ اور جنات جیسی مخلوق پر نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے فوقیت ابلیس ناری کو حاصل نہیں بلکہ انسان خاکی کو ہے۔[22]

پھر شیطان نے اس پر بس نہ کی بلکہ مزید سرکشی کے لیے مہلت مانگی یعنی کوتاہی کو تسلیم نہ کرنا بھی شیطانی عمل ہے اللہ نے مہلت دے دی اور انتقام کی ٹھان لی کہ میں ان کو گمراہ کروں گا جن کی وجہ سے میں مردود ہوا! اس سے معلوم ہوا کہ انتقام کی آگ بھڑکنا بھی شیطانی اثرات کا مظہر ہے آج ہم بھی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے مخالفین کی نسلوں سے بھی انتقام لیں ۔ شیطان نے حضرت آدمؑ وحوّا علیہما السلام کے دلوں میں وسوسے ڈال دیے ۔ وسوسے ڈالنا بھی ایک عام مرض ہے کہیں بھی خرابی پیدا کرنے کا پہلا مرحلہ وسوسہ ڈالنا ہے ۔ سورۃ النّاس میں بھی اللہ نے شیطان کی اس خصلت کا بیان فرمایا ہے:

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (5) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ[23]

ترجمہ): شیطان (وسوسہ انداز کی برائی سے جو) خدا کا نام سن کر (پیچھے ہٹ جاتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے) خواہ وہ (جنات سے) ہو (یا انسانوں میں سے (فتح محمد جالندھری)

اعمال میں وسوسے ڈالنا تاکہ وہ عمل ہی چھوڑ دیا جائے ایک آدمی مسجد کی تعمیر میں ، یا کسی بھی کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتاہے تو اس کو اس عمل سے باز رکھنے کے لیے طرح طرح کے شبہے ، وسوسے ڈال دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کے آدمی اس عمل سے بیزار ہو جاتا ہے اور اپنے کیے ہوئے عمل میں ثواب کی اُمید سے مایوس ہو جاتاہے ۔ اس طرح سے اعمال میں خلل پیدا کردیا جاتاہے ۔ اورجہاں کہیں بھی دو مسلمان باہم مل جُل کر بھائی چارے سے کوئی کاروبار کرتے ہیں یا کوئی ادارہ چلاتے ہیں تو ان کے درمیان ایک دوسرے کے حوالے سے شکوک وشبہات ڈال دینا بہت سے لوگوں کا مشغلہ ہوتاہے یہاںتک کچھ لوگوں کا مزاج بن جاتاہے زیادہ دیر کسی کے ساتھ چل نہیں سکتے اس بیماری میں امت کا بڑا حصہ مبتلا ہے۔

22 -Swātī, ʻAbdul-Ḥamīd, *Maʻālim al-ʻIrfān*, ed. Al-Ḥājj Lalʻul-Dīn, 13th ed. (Lahore: Shalimar Town, n.d.), 8:351.
23 -An-Nās, 114:4–6.

ان آیات میں شیطان کی ایک خصلت قسمیں کھانا بھی سامنے آتی ہے۔ شیطان نے ان کو قسمیں کھا کھا کر ورغلایا ۔
اور شاید حضرت آدمؑ کے اس فعل کے ارتکاب کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کیوں کہ ایمان والا مخلص آدمی اللہ کے نام کی لاج رکھتا ہے اور بسا اوقات دھوکے کا غالب گمان ہونے کے باوجود اس کو قبول کرلیتا ہے۔اس لیے یہ بات حضرت آدمؑ پر الزام کے بجائے ایمانِ کامل پر شاہد ہے۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس امّت میں قسموں کا کتنا رواج ہے اپنا سودا بیچنے کے لیے ، قرض لینے کے لیے، اپنے مقاصد ومفادات کو حاصل کرنے کے لیے قسمیں کھانا ایک عام سی عادت ہے۔ آج ہر سوداگر اپنا سودا بیچنے کے لیے کہتا ہے کہ آج یہی چیز مارکیٹ میں آتی ہے یہ زیادہ چلتی ہے،وغیرہ وغیرہ۔
اللہ کے نبی ﷺ نے جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے سے منع فرمایا ، وہ چیزیں جن سے رزق میں تنگی ہوتی ہے ان میں سے ایک کثرت کے ساتھ قسمیں کھانا ہے۔ قسمیں کھانا اللہ کے مقدس نا م کو اپنے مقاصد کے لیے ڈھال بنانا اوراس کے تقدس کو پامال کرنا ہے۔اسلام نے سچی قسمیں کھانے سے بھی منع فرمایا ہے، جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ قرار دیا گیاہے۔ اللہ کے نام سے سادہ لوح ، نیک سیرت لوگ اعتماد میں آجاتے ہیں اس طرح سے اللہ کے مقدس نام کے ذریعہ سے دھوکہ بازی کرنا نہایت کمینگی ہے ، امت کا بہت بڑا حصہ اس مرض میں بھی مبتلا ہے۔ اس مقام پر شیطان کی ایک خصلت اور ذکر فرمائی :
" فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ "شیطان نے ان کو دھوکہ دیا ۔ دھوکہ مستقل ایک بد ترین گناہ ہے۔ دھوکہ یہ ہے کہ جان بوجھ کر دوسرے کو غلط بتانا یاغلط رہنمائی کرنا ، شیطان نے کہا کہ میں تم سے بھلائی کا ارادہ رکھتا ہوں حالانکہ وہ بھلائی کا ارادہ نہیں رکھتا تھا بلکہ بغض رکھتاتھا۔ اور اپنے حسد کی آگ ٹھنڈی کرنا چاہتاتھا ۔یہی حال امت مسلمہ کا ہے کوئی آدمی دوسرے کو درست مشورہ نہیں دیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ۔**عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" المؤمن غركريم والفاجر خب لئيم"**[24] مومن بھولا بھالا اورمہربان ہوتاہے اور منافق دھوکہ باز کمینہ ہوتاہے۔ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا :اس سے بڑھ کر خیانت کیاہوگی کہ تو اپنے بھائی سے ایک بات بیان اور وہ تجھے سچا سمجھتاہے حالانکہ تو جھوٹاہے۔[25]
ہم لمحہ بہ لمحہ اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہر شخص دوسرے سے تو خلوص ، دیانت داری چاہتاہے لیکن خود ایسا نہیں کرتا جس کی سزا ہم خود اپنے آپ کے دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسی آدم ؑ کے واقعہ میں فرمایا: ۔اترو زمین سے تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے۔ یعنی ایک دوسرے کو قتل کروگے ،اذیت دو گے ، دھوکہ دو گے خیانت کروگے۔۔۔۔جب ہم دوسروں کو دوھوکہ دیتے اور درست مشورہ نہیں دیتے اور اسکو اپنی چالاکی اور ہوشیاری سمجھتے ہیں تو معاشرہ کیسے درست ہوگا؟ان آیات کے آخر میں اللہ نے پھر فرمایا وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔میں نے تمھیں نہ کہاتھا کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے ! اے کاش کہ ہم اللہ کے فرمان کو سمجھ جائیں دل کی آنکھوں سے دیکھیں اور اس پر عمل کریں۔
اللہ نے شیطان کی دشمنی کا تاکید کے ساتھ اعلان فرمایا اور شیطان نے بھی اسی مقصد کے لیے اللہ سے مہلت طلب کی اور اللہ نے بلا جھجک اس کو مہلت دے دی کیونکہ شیطان تواللہ کی مخلوق ہے وہ ایک حد تک دشمنی کرسکتاہے ۔ اور اللہ نے اس کے

24 -Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʻAlī ibn Mūsā, *As-Sunan al-Kubrā*, ed. Muḥammad ʻAbd al-Qādir ʻAṭā', 3rd ed. (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1424 AH), 10:195.
25 -Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad ash-Shāmī, *Musnad ash-Shāmiyyīn*, ed. Ḥamdī ibn ʻAbd al-Majīd as-Salafī, 1st ed. (Beirut: Mu'assasat ar-Risāla, 1405 AH), 1:284.

مقابلے میں دو راستے رکھ دئے ایک یہ کہ جو میرا ہو گا وہ کبھی تیرا نہیں ہو سکے گا اور جس سے کبھی بھول چوک ہو بھی گئی تو میں معاف کردوں گا دوسرا یہ کہ شیطان کی دشمنی کا کھلا اعلان کردیا اور ساتھ ہی زبردست قسم کی دھمکی بھی دے دی کہ میری رحمت کے سائے میں نہ آنے والوں سے تجھ سمیت جہنم کو بھر دوں گا۔اسی سورت میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے بڑے عجیب پیرائے میں اپنے ماننے والوں کو شیطان کی شیطانی سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ[26]

ترجمہ:اے اولاد آدم کی نہ بہکائے تم کو شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اتروائے ان سے ان کے کپڑے تاکہ دکھلائے ان کو شرمگاہیں ان کی وہ دیکھتا ہے تم کو اور اس کی قوم جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم نے کر دیا شیطانوں کو رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ نے عجیب اسلوب میں شیطان کی دشمنی کو بیان فرمایا ہے کہ جس نے تمہارے آباء واجداد کو جنت سے نکالا تھا اوران کے کپڑے بھی اتروادیے تھے کچھ تو شرم کرو،حیا کرو جس نے تمہارے باپ دادا کو ان کے گھر سے نکلوا دیا تھا اسکی دشمنی کا احساس کرو ،غیرت مند اور خاندانی لوگوں کی غیرت آباء اجداد کے نام سے بھڑک اُٹھتی ہے کلیجہ منہ کو آنے لگتاہےاور ان کا انتقام لینے کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں ، نسلیں ایسے لوگوں سے صلح کے لیے تیار نہیں ہوتیں ۔ اگر خود انتقام نہ لے سکیں تو نسلوں کو وصیت کر جاتے ہیں۔ --- ہائے افسوس دین کے معاملہ میں ہماری غیرت انگڑائی نہیں لیتی، ہمارا رب غیرت دلا رہا ہے۔ ہمارے آباء بھی کوئی آج کے راجے ،سردار ،چوہدری نہ تھے بلکہ ہمارے جد امجد ہونے کے ساتھ اللہ کے پیغمبر اور پیغمبروں کے بھی باپ تھے۔ پھر بھی ہمیں شیطان کی شیطانی کا یقین نہیں ، رب العالمین کے پیغام کی پرواہ نہیں آباءواجد سے کی گئی زیادتی کے انتقام کا جذبہ نہیں۔--- پھر ہم سوچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بدروحنین کی مدد کیوں نہیں اترتی۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

> اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو شیطان اور اس کے ہمنواؤں سے بچانے کے لیےاور ان پر شیطان کی سابقہ دشمنی کو واضح کرنے کے لیے جو اس نے ان کے جد امجد کو جنت سے نکالا تھا جو نعمتوں کا ٹھکانہ ہے ایسے ٹھکانے کی طرف جو تھکاوٹ اور مشقت کا ہے اور جو ان کے لباس اتروا کر ان کی ھتک کا سبب تھا۔ یہ سب اس کی مخفی عداوت کی وجہ سے تھا۔[27]

شیطان کی ابتداء سے ہی یہ کوشش رہی ہے کہ انسان سے غیر فطری حرکت کروائے یعنی اس کو برہنہ کردے اس وقت اس کا داؤ حضرت آدمؑ پر چلا تھا اور اب جدید تمدن میں بھی وہ لوگوں کو اسی طرف لگا رہا ہے نیم عریانی جدید تہذیب میں فیشن بن چکی ہے چنانچہ نیم برہنہ تصاویر کی نمائش، نیم برہنہ حالت میں ناچ گانا جدید دور کے لوزمات میں شامل ہے شیطان ایسی چیزوں کو مزین کر کے دیکھاتا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اس دام میں گرفتار ہو کر اس کی خواہش کی تکمیل کرنے لگتے ہیں۔[28]

---

26- Al-A‘rāf, 7:27.
27- Ibn Kathīr, Abū al-Fidā’ Ismā‘īl ibn ‘Umar ad-Dimashqī, *Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm*, ed. Sāmī ibn Muḥammad Salāma, 2nd ed. (Riyadh: Dār Ṭayba lin-Nashr wa at-Tawzī‘, 1420 AH), 3:402.
28 -‘Abdul-Ḥamīd Swātī, *Ma‘ālim al-‘Irfān*, 8:99–100.

لباس کا اتر جانا گناہ کا اثر تھا۔ اور یہ اللہ کی طرف سے تھا۔ آج خواتین برہنگی کو فیشن، ترقی، سمجھتی ہیں لیکن ان کو اس بات کا احساس نہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے سزا اور ناراضگی کا مظہر ہے اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہوتے ہیں اس کو ننگا کر دیتے ہیں اور وہ پردہ کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتیں یہ بڑے خطرے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے سر سے چادر چھین لیں اسے کوئی لباس پہنا نہیں سکتا۔ ورنہ متقی آدمی تو برہنگی سے خوفزدہ ہوتا ہے جیسے جدید مادیت پرست پردہ سے خائف ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھلاؤں، میں نے کہا کیوں نہیں، انہوں نے کہا کہ یہ کالی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس میں میرا ستر کھل جاتا ہے، اس لئے آپ میرے حق میں دعا کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے صبر کرنا چاہئے، تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو تیرے لئے دعا کر دیتا ہوں کہ تو تندرست ہو جائے، اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی، پھر کہا اس میں میرا ستر کھل جاتا ہے، اس لئے آپ دعا کریں کہ ستر نہ کھلنے پائے، آپ نے اس کے حق دعا فرمائی۔[29]

جو خواتین برہنگی کی دلدادہ ہیں اور پردہ سے خائف ہیں جن کے لیے پردہ ایک مشکل کام ہے دراصل اللہ تعالیٰ نے ان کے سر سے پردہ کھینچ لیا ہے ان کے لیے بہت خطرے کی بات ہے اگر وہ سمجھیں۔ آیت مبارکہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے شیطان کو ان کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

**اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ** [30]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست خدا ہے کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

علامہ طبریؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ان کا مددگار، پشت پناہ، اور دوست ہے[31] مفسرین فرماتے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے النور کا لفظ واحد ذکر کیا ہے اور الظلمات جمع کا لفظ ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ توحید ایک ہے اور ظلمات بے شمار ہیں کفر، شرک، بدعت، ریا، نفاق، شک سب ظلمات ہیں شیطان اپنے دوستون کو کسی نہ کسی میں ضرور مبتلاء کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے نبی بھیجے کتابیں بھیجیں جن کے ذریعہ سے اہل ایمان کے دلوں کو منور کرتا ہے دوسری جگہ فرماتا ہے۔ أَفَمَنْ شَرَحَ

29 -Muḥammad ibn Ismāʻīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:116.
30 -Al-Baqara, 2:257.
31 -Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Abū Jaʻfar, *Jāmiʻ al-Bayān fī Taʼwīl al-Qurʼān*, ed. Aḥmad Muḥammad Shākir, 1st ed. (Beirut: Muʼassasat ar-Risāla, 1420 AH), 5:424.

اللّٰہُ صَدْرَہُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ[32] اللہ جس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی پر ہے اس کے برخلاف دوسرے لوگ اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں ان کے پاس کوئی واضح راستہ نہیں۔[33]

ہم اپنا محاسبہ خود کر سکتے ہیں، ہم دیکھیں کہ ہمارا دوست کون ہے؟ اگر ہم دن بدن نیکی ، تقوٰی، بھلائی اور خیر کی طرف بڑھ رہے ہیں گناہوں سے دور ہو رہے تو یہ ثبوت ہے کہ اللہ ہمارا دوست ہے۔ اور اگر ہم اللہ کی حمایت وولایت سے دور ہو رہے ہیں اور طاغوت ہمارے دوست ہیں توہمیں اپنے مستقبل کے بارے میں سوچناہو گا اگر ہم اس انجام کو سہنے کی طاقت رکھتے ہیں(یقیناً نہیں رکھتے) تو ٹھیک ورنہ ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہو گا یہاں تک کہ ہم اپنے پیارے رب کی حمایت وولایت میں آجائیں۔

سورۃ البقرۃ میں بھی شیطان کا ذکر آیا ہے۔

**الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَوَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ**[34]

ترجمہ :شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بےحیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ وسعت و الا علم والا ہے(مولانا احمد رضا خان بریلوی)

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب اسلو ب سے شیطان کی دو خصلتیں ذکر کی ہیں اور ساتھ ہی رب رحیم نے اپنی بھی دو خصلتیں ذکر کی ہیں ۔ فیصلہ ہم پرڈ ال دیا کہ تم کس کو اختیار کرتے ہو۔ انسانی فطرت کے مطابق شیطان کے طرز عمل کا ذکرکرنے کے فوراً بعد رحمن کے طرز عمل کاذکر کردیا، بیان میں کوئی طویل فاصلہ نہیں رکھا کیونکہ ایک چیز کو بیان کرنے کے بعد دوسری چیز بیان کرنے میں اگر دیر ہوجائے تو انسانی ذہن متاثر ہو جاتاہےاور ایک طرف مائل ہو جاتاہے پھر تبدیلی مشکل ہوجاتی ہے یا ویسے بھی بعض دفعہ انسان ایک غلط اور گھاٹے کا سودہ کرکے بھی اس پر اڑ جاتاہے کہ بس جو فیصلہ کردیا تو کردیا اس میں لچک دیکھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نےفوری اپنا طرز عمل کابھی ذکر کر دیا تاکہ فیصلہ کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔ افسوس صد افسوس ! امت مسلمہ پھر بھی شیطان کے دھوکے میں آگئی۔ اور وہی طرز عمل اختیار کی جو شیطان نے بتایا۔

”شیطان فقروفاقہ سے ڈراتاہے اور بے حیائی کا حکم کرتاہے“

”رحمن مغفرت کا وعدہ کرتاہے اور اپنے فضل کا یقین دلاتاہے“

شیطانی خصلتیں فقروفاقہ کا خوف اور بےحیائی ہزاروں برائیوں کی جڑ ہے۔ یہی خوف انسان کو ہر نیکی وخیر سے روکتاہے کہ خرچ کرنے سے مال کم ہوگا ۔

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی یہی ہمت ہو اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدہ الٰہی سے اعراض کرکے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو اس کو یقین کرلینا چاہیے کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے یہ نہ کہے کہ "شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی

32- Az-Zumar, 39:22.
33 -‘Abdul-Ḥamīd Swātī, *Ma‘ālim al-‘Irfān*, 3:515.
34- Al-Baqara, 2:268.

حکم کرنا تو در کنار رہا" اور اگر یہ خیال آوے کہ صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی تو جان لیوے کہ یہ مضمون اللہ کی طرف سے آیا ہے اور خدا کا شکر کرے اور اللہ کے خزانہ میں کمی نہیں سب کے ظاہر و باطن نیت عمل کو خوب جانتا ہے۔[35]

شیطانی اور رحمانی اثرات کے پہچاننے کا بہترین اور درست نسخہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر انسان اپنے ضمیر کو ظاہر نہ کرے، اگر ایسا ہے کہ ضمیر جو فیصلہ دیتا ہے کہ واقعی کچھ شیطانی اثرات ہیں اور انسان کی زبان اس کا اقرار نہ کرے تو یہ ایک اور بیماری کی طرف بھی اشارہ ہے وہ ہٹ دھرمی اور نفاق ہے کہ ضمیر کچھ کہ رہا ہے اور انسان کچھ کرتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کیوں انسان اس مرض کے علاج کو ضروری ہی نہیں سمجھتا ، ضمیر کا فتوی ہونے کے باوجود اپنے آپ سے صرف نظر کرتا ہے اور مطمئن ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ ہاں جو لوگ اہل اللہ سے منسلک ہیں وہ ان بیماریوں کی اہمیت سمجھتے ہیں، نفس کے دھوکے کو بھی سمجھتے ہیں خود علاج کرتے ہیں یا پھر اپنے مشائخ استفادہ کرتے ہیں اور شیطانی چالوں کو ناکام کرتے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں:

رخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں    اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے!

شیطان تمھیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے کہ اس طرح تمھارا مال کم ہو جائے گا اور تم فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جاؤ گے، اب اگر واقعی تم یہ خوف رکھتے ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ پر فقر آ جائے لہذا مجھے اپنا مال سنبھال سنبھال کر سینت سینت کر رکھنا چاہیے تو تم شیطان کے جال میں پھنس چکے ہو، تم اس کی پیروی کر رہے ہو۔ اور اگر تم نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے کہ وہ میری ساری حاجتیں آج بھی پوری کر رہا ہے کل بھی پوری کرے گا (ان شاء اللہ) تو اللہ کی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ بھی پورا ہو کر رہے گا۔[36]

بات پروانے کی ہے یہ غیر اختیاری بات ہے کہ انسان جس کا پروانہ ہو گا اس کی طرف اس کی پرواز ہو گی۔

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ اس مضمون کو اس طرح بیان فرمائے ہیں:

**يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ**[37]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

سورہ انعام میں تو اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ فقر وفاقہ کا خوف قتل جیسے کبیرہ گناہ کے ارتکاب کا ذریعہ بنتاہے اور بے حیائی ایسی قبیح ہے کہ اس کے قریب جانا بھی خطرے سے خالی نہیں یہی وجہ ہے کہ شیطان اصولی برائیوں کی دعوت دیتاہے۔

**وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ**[38]

ترجمہ: تو کہہ تم آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو

35 -Shabīr Aḥmad ʻUthmānī, *Tafsīr ʻUthmānī*, 1:227.
36 -Isrār Aḥmad, *Bayān al-Qur'ān*, 1:339.
37 -Al-Baqara, 2:276.
38 -Al-Anʻām, 6:151.

اور پاس نہ جاؤ بےحیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو اور مار نہ ڈالو اس جان کو جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر ف ٤ تم کو یہ حکم کیا ہے تاکہ تم سمجھو(تفسیر عثمانی)

اولاد کو رزق کی تنگی کے خوف سے قتل کرنا یہی شیطانی سوچ ہے اسی کو جدید اصطلاح میں خاندانی منصوبہ بندی کا نام دیا گیا ہے۔ آج کے معاشی مفکرین کا خیال ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی سے معیشیت بہتر ہو سکتی ہے عقل کے اندھے خیال کرتے ہیں کہ مخلوق خدا کم ہوگی تو معاشی مسائل کم ہونگے ۔معاش ایک الگ مسئلہ ہے ہر انسان کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے رزق کے وسائل تیار کر دیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی آیت میں واضح فرماتے ہیں کہ ہم ہی ان کو) بچوں(بھی روزی دیتے ہیں اور تمھیں بھی، بچوں کی پیدائش سے یا خرچ کرنے سے معاشی مسائل کا پیدا ہونا یہ شیطانی فلسفہ ہے جو آج کی جدید دنیا کو سمجھ آگیا ہے لیکن رحمن جو حقیقی رازق ہی نہیں رزّاق ہے اس کے ارشاد گرامی پر ہمارا یقین نہیں ۔ کیا معجزہ ہے قرآن کا چودہ سو سال پہلے اس فرعونی سوچ سے منع فرما دیا تھا کہ کسی جی کو ناحق ، منصوبہ بندی ، معاشی خوشحالی کے نام پر قتل نہ کرو۔ یہ رزق کے معاملات خود اللہ کے ہاتھ میں ہیں ، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه : ”فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا[39]
کوئی شخص اپنا رزق پورا کرنے کے بغیر نہیں مر سکتا جو اس کے مقدر میں لکھ دیا گیاہے اوہ کب لکھا ہے؟کتنا لکھا ہے۔

دوسری حدیث میں ارشادہے :

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: " إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ------[40]

اس حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ جب انسان ماں کے پیٹ میں ایک سو بیس دن کاہوتاہے تو اسکا رزق لکھ دیا جاتاہے، اور اس کے بعد اس کی روح پھونکی جاتی ہے۔ جب اللہ نے ہمارا رزق پیدائش سے پہلے ہی لکھ دیا ہے تو دوسروں کے منہ سے لقمہ چھیننے میں ہم اپنا وقت ضائع کرتےہیں اور اس نیت سے منصوبہ بندی سے قتل جیسے حرام فعل کے مرتکب ہورہےہیں۔ اور اللہ کے ذمہ کو اپنے ذمہ لینے کی تکلیف کررہےہیں۔

محولہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے دوسرے فارمولے کو بھی رد فرما دیا کہ بے حیائی وفحاشی کا ارتکاب نہ کرنا نہیں بلکہ اس کے قریب بھی نہیں جانا جو شخص حرام سے بچنا چاہتاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکروہات سے بچے ،فرائض کے تحفظ کے لیے نوافل وسنن کا اہتمام ضروری ہے۔ جو شخص چاہتاہے کہ بادشاہ کی چراگاہ کی بے حرمتی نہ کرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو اس چراگاہ کے قریب بھی نہ چرائے ورنہ ایک نہ ایک دن ضرور جانور بادشاہ کی چراگاہ میں داخل ہو جائیں گے۔

39 -Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Māja*, ed. Muḥammad Fu’ād ‘Abd al-Bāqī (Cairo: Dār Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyya, n.d.), 2:725.
40- Muḥammad ibn Ismā‘īl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 4:111.

آج شیطان کے حواری اسی بے حیائی اور فحاشی کو آزادی ، انسانی حقوق ، مردوں اور عورتوں کے حقوق میں برابری کا نام دے رہے ہیں ایسے حالات پیدا کردیے ہیں کہ باحیاء باغیرت انسان معاشرے میں معیوب ہو چکاہے۔ ایمان رخصت ہو چکا ہے بیٹی باپ کے خلاف عدالت میں جا کر بیان نوٹ کرواتی ہے کہ میں اپنا فیصلہ خود کرنا چاہتی ہوں باپ ندامت کو آنسوں بہا کر کف افسوس مل کر گوشہ تنہائی میں بیٹھنے کو بدل نخواستہ قبول کرکے زندگی کے باقی ایام گزارنے کا منتظر رہتاہے۔

ان حالات میں یہی دعا کی جاسکتی ہے : اے ہمارے رب کوئی غیبی ہاتھ ہی بھیج دے جو اس امت کو اعمال بد سے ہاتھ پکڑ کے روک دے۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقابلے میں مغفرت کا وعدہ فرمایا ہےاور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کا علم بہت وسیع ہے جو نادانی سے شیطان کے نرغے میں آگیا ہے وہ ہماری مغفرت کے دامن میں آجائے ہم اسے پاک صاف کردیں گے ۔گناہوں کی تو ایک حد ہو سکتی ہے لیکن میرے رب کی مغفرت کے دریا کی کوئی حد نہیں ، نہ وہ کماًتنگ ہے اور نہ کیفاً کم ہے۔ اللہ اس گنگار امت کو توبہ کرکے اللہ کی کرمغفرت کے دامن میں آنے کی توفیق عطافرمائے۔ سورۃ ابراہیم میں شیطان کا ذکر بھی اولی الاباب کے لیے بڑا اہم ہے :

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ [41]

ترجمہ: جب حساب کتاب کا (کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا) جو (وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا) وہ تو (سچا )تھا (اور) جو (وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو) گمراہی اور باطل کی طرف (بلایا تو تم نے) جلدی سے اور بے دلیل (میرا کہنا مان لیا۔) آج (مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بیشک جو ظالم ہیں ان کے لئے درد دینے والا عذاب ہے۔ (فتح محمد جالندرھری)

قیامت کے دن شیطان آگ کے منبر پر کھڑا ہو گا اور وہ آواز دے گا جسے ساری مخلوق سنے گی، اور وہ کہے گا۔ اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا اور سچا وعدہ تھا بعث کا، جنت کا دوزح کا نیکوکاروں کے لیے ثواب کا اور گنگاروں کے لیے عذاب کا، اور میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اور میں نے آج وعدہ خلافی کی کہ کوئی بعثت نہیں اور نہ کوئی جنت، دوزخ ہے اور نہ کوئی ثواب وعقاب ہے اور میرے پاس دنیا میں اپنے دعوے پر کوئی دلیل نہ تھی اور نہ کوئی فورس تھی بس میں نے تمھیں ایک بات کہی اور تم اس کے پیچھے ہو لیے اس لیے نہ تم مجھے ملامت کرو بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو کہ کتنا گھاٹے کا سودا کیا تھا تم نے اور نہ کوئی دلیل پوچھی اور نہ کوئی ثبوت مانگا۔ ور آج کے دن نہ تم مجھے بچاسکتے ہو اور نہ میں تمھیں بچاسکتا ہوں اور جو تم مجھے اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے میں اس سے برات کا اظہار کرتا ہوں۔[42]

41 -Ibrāhīm, 14:22.
42 -Māwardī, Abū al-Ḥasan ʻAlī ibn Muḥammad ibn Muḥammad, *An-Nukat wa al-ʻUyūn*, ed. As-Sayyid ibn ʻAbd al-Maqsūd ibn ʻAbd ar-Raḥīm (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, n.d.), 3:131.

اس سے صاف اور کھلی بات اور کونسی ہوگی کہ شیطان کے اس قول اور اعلان براءت کو بھی اللہ نے چھپا نہیں رکھا حالانکہ یہ تو وہ کل قیامت کے دن کہے گا اس کو قرآن بنا کر دنیا میں اپنے مصدقہ نوٹس بورڈ پے آویزاں کر دیا۔

"بینا کو تو جگنو کی چمک بھی راہ سجھا دیتی ہے اندھے کو تو سورج بھی دیکھائی نہیں دیتا"

سورۃ ص میں شیطان کا ذکر اسی قصہ آدم کے پس منظر میں آیا ہے لیکن اسلوب دوسرا اختیار کیا۔

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (72) فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ (73) إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (74) قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ[43]

ترجمہ: پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے ہو کر مگر ابلیس نے غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں فرمایا اے ابلیس کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں( محمود الحسن دیوبندی)

ان آیات میں بھی وہی حضرت آدم ؑ کے واقعہ میں ابلیس کا ذکر آیا ہے اس میں وہی باتیں ہیں جو پہلے ذکر ہو چکی ہیں البتہ اس میں ابلیس کے سجدہ سے انکار کے جواب میں اللہ نے ایک اور عجیب اسلوب وپیرائے میں شیطان کو خطاب کیا ہے۔ اولی اللباب کیلئے انتہا کر دی ،اللہ نے فرمایا کس نے تجھے اسکو سجدہ کرنے سے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ ہائے افسوس! انسان اس اسلوب کو سمجھ جائے۔ اللہ نے انسان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا یہ بات بڑے غور وفکر کی ہے کہ شیطان نے انسان کو سجدہ نہیں کیا تو راندہ ِ درگاہ ہوا اگر اللہ اسکو اپنے لیے سجدہ کا حکم دیتے تو وہ کبھی نہ انکار کرتا اور وہ اللہ کا اسقدر کثرت سے سجدے کرتا تھا کہ فرشتوں کو صف میں شامل ہوگیا تھا۔۔۔لیکن یہ انسان اور پھر مسلمان جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا کتنے کتنے سجدوں سے غافل رہتا ہے کسی اور کو نہیں اپنے اللہ کو سجدہ نہیں کرتا ،بیٹی ماں کے دیے ہوئے جہیز کو مدتوں سنبھال کہ رکھتی ہے اسے میلے ہاتھ نہیں لگنے دیتی کیونکہ ماں کی یادیں اس سے وابستہ ہیں ماں کے ہاتھ لگے ہوئے ہیں۔ لیکن مسلمان کو اس بات کا احساس نہیں کہ اللہ نے ہر مخلوق کو اپنے ارادہ اور کلمہ کن سے پیدا کیا لیکن انسان کو اپنے رحمت والے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اپنا نائب اور خلیفہ بنایا فرشتوں سے سجدہ کروا کہ اس کی عظمت کا ڈھنکا بجا دیا لیکن پھر بھی یہ مسلمان اللہ کے سجدے سے غفلت کرتے ہیں۔۔۔۔۔شاید بت پرستی اتنا بڑا جرم نہیں جتنا کہ ایسے مہربان رب کو سجدہ نہ کرنا۔

ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں:

یہاں پر (روحی) کا لفظ نوٹ کیجیے اور اس نکتے کو ذہن نشین کر لیجیے کہ حضرت آدمؑ کا مسجود ملائک ہونا اس روح کی بنیاد پر تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم میں پھونکی تھی، اس سے قبل نہ تو وہ مسجود ملائک تھے اور نہ ہی ان کا وہ مقام ومرتبہ تھا جو بعد میں اشرف المخلوقات کی حیثیت سے ان کو ملا۔[44]

43 -Ṣād, 38:73–75.
44 -Isrār Aḥmad, *Bayān al-Qur'ān*, 6:191.

ڈاکٹر صاحب کے اس نکتے نے تو کافروں کو بھی جنجھوڑ دیا کیوں کہ یہ پاک روح تو ان میں بھی موجود ہے لہذا اس نکتہ نے غیر مسلموں پر بھی عقلی اور منطقی شکنجا کس دیا۔ اور انہیں بھی اس حق کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ کار نہیں۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ [45]

یہ آیات بدر کے موقع پر نازل ہوئیں جب شیطان نے کفار کے دل میں متکبرانہ خیالات پیدا کر دیے تھے اور انہیں خوش فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ تمھارا یہ سازوسامان، یہ اسلحہ، یہ اتنا بڑا لشکر، یہ سب کچھ غیر معمولی اور انہونی صورتِ حال ہے۔ عرب کی تاریخ اس طرح کے مواقع بہت کم ملتے ہیں، کس میں ہمت ہے کہ آج اس لشکر کے سامنے ٹھر سکے اور کس کے پاس اتنی طاقت ہے کہ آج تمھارے اوپر غلبہ پا سکے؟

اور میں بھی تمھارے ساتھ ہی ہوں، پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو وہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے پھر گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں تم سے لاتعلق ہوں میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔۔۔۔ اللہ کا خوف ہے۔[46]

ان آیات میں بھی شیطان کا طریقہ واردات بیان کیا گیا ہے کہ فتنہ کیسے برپا کرتا ہے اور پھر واضح الفاظ میں اپنے آپ کو بے قصور ٹھراتا ہے اور بظاہر اللہ سے خوف کا اظہار کرتا ہے۔ آج بعینہ کچھ لوگوں کا یہ کردار ہوتا ہے۔ برائی کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہیں، اخلاص کا اظہار کرتے ہیں اور جب فتنہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو اپنے آپ کو بری قرار دیتا ہے۔ یہی مضمون سورۃ حشر میں بھی آیا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ [47]

ترجمہ: شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے (احمد رضاخان بریلوی)

اس آیت مبارکہ میں فرمایا گیا کہ شیطان انسان سے کہتاہے کہ کفر کرو وہ کفر کرتا ہے تو پھر شیطان اس سے کہتاہے میں تجھ سے بیزار ہوں میں تو رب العالمین سے ڈرتاہوں ۔ شیطان کی دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی لازوال کتاب میں اس کی اس روش کو بھی نوشتہ دیوار بنادیا لیکن نہ جانے یہ غافل انسان کیوں مالک الملک کے کہنے پے یقین نہیں رکھتا اور شطان کے راستے کو نہیں چھوڑتا۔۔۔۔)

ہم ان تمام مواقع کو ذکر کرتے ہیں جہاں جہاں اللہ نے شیطان کی دشمنی کا ذکر کیاہے( ۔کیونکہ اصول ہے کہ ) اذا تکرر تقرر ( جب کوئی بات بار بار کی جائے تو وہ اثر پیدا کرتی ہے۔ شاید کہ ہمارا یہ عمل کسی کے لیے نفع مند ہوجائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ فاطر میں فرماتے ہیں۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ [48]

45 - Al-Anfāl, 8:48.
46- Isrār Aḥmad, *Bayān al-Qur'ān*, 3:236.
47 -Al-Ḥashr, 59:16.
48 -Fāṭir, 35:6–7.

ترجمہ: تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں جو منکر ہوئے ان کو سخت عذاب ہے اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کے لیے ہے معافی اور بڑا ثواب۔ (محمود الحسن دیوبندی)

ان آیات میں بھی اللہ نے خبر اور انشا کا اسلوب اختیار کیا ہے پہلے اللہ نے خبر دی ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے پھر فرمایا کہ اس کو اپنا دشمن سمجھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس کو محض ایک خبر سمجھ کہ آئی گئی کرلو۔ مزید براں شیطان کی روش اور اس کے متبعین کے انجام اور اسکے مخالف ایمان والوں کے گروہ کا بھی ذکر اوران کے انجام کا ذکر فرمایا تاکہ کوئی بھولا بھالا انسان شیطان کے نرغے میں نہ آجائے۔

ان دو آیات میں فرمایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور اسے دشمن سمجھو۔۔۔ اس کی روش یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کو دوزخ کی طرف بلاتاہے اور اس کے مقابلے میں جو مومن ہونگے اور اچھے اعمال کریں گے ان کے لیے بھی اللہ کی رحمت کا اعلان ہے اور عذاب شدید کے مقابلے میں مغفرت اور اتنا بڑا اجر ہے جسے بیان کرنے سے ہماری زبانیں قاصر ہیں اسکے اجر کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا کیونکہ اس کی رحمت ومغفرت تو بحر بیکراں ہے۔ اللہ ہمیں اورآپؐ کی پوری سوئی ہوئی امت کو نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مزید کئی مقامات پر شیطان کا ذکر فرمایاہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ[49]

ترجمہ: اے ایمان والو! اے لوگوں کھاؤ پیو تم ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں اس شرط پر کے ساتھ کہ وہ حلال اور پاکیزہ ہوں اور شیطان کے نقش قدم پر نہیں چلنا کہ بیشک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔(مولانا اسحاق مدنی)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ[50]

ترجمہ: اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ[51]

ترجمہ: اور پیدا کئے مواشی میں بوجھ اٹھانے والے اور زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ[52]

ترجمہ: یعقوب نے کہا پیارے بچے! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے (مولانا جونا گڑھی)

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ[53]

49 -Al-Baqara, 2:168.
50 -Al-Baqara, 2:208.
51 -Al-An'ām, 6:142.
52 -Yūsuf, 12:5.
53 -Yāsīn, 36:60.

ترجمہ :میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہار (محمود الحسن الدیوبندی)

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ [54]

ترجمہ :اور نہ روک دے تم کو شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی اور کھلی کتاب میں سینکڑوں جگہ شیطان کی کھلی دشمنی کا اعلان فرمایا حالانکہ سچے رب کا سچی کتاب میں ایک مرتبہ کہہ دینا بھی کافی تھا۔ اگر ہم اللہ کو اپنا رب مانتے ہیں اور قرآن کو اسکی اور سچی کتاب مانتے ہیں تو اس کتاب کو پڑھنا چاہیے جب اس کو پڑھیں گے تو ضرور اس بات کا احساس ہو گا کہ شیطان ہمارا دشمن اور رب ہمارا دوست اور حقیقی خیر خواہ ہے۔

**خلاصہ بحث**

اس مطالعے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے جو ہر وقت اسے بہکانے اور اللہ کی نافرمانی کی طرف مائل کرنے کے لیے کمین گاہ میں بیٹھا ہے۔ قرآن و سنت نے اس کی حقیقت، خصلتوں اور چالوں کو کھول کر بیان کیا ہے تاکہ مسلمان اس سے ہوشیار رہیں۔ شیطان کی قوت محدود ہے، وہ صرف وسوسے ڈال سکتا ہے، لیکن اس کا کوئی زور اس پر نہیں چلتا جو اللہ پر بھروسہ کرے اور ایمان و عمل میں ثابت قدم رہے۔ آیت الکرسی اور دیگر قرآنی اذکار کی تلاوت، اللہ کی یاد، عاجزی و انکساری اور اسلامی اخوت شیطان کے خلاف سب سے بڑی ڈھال ہیں۔ اس مقالہ کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی زندگی کو قرآن و سنت کی روشنی میں ڈھالنا چاہیے تاکہ وہ اس ازلی دشمن کے فریب سے محفوظ رہیں۔ یہی حقیقی کامیابی اور فلاح کی ضمانت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## *Bibliography* / کتابیات


* Mubārakpūrī, Ṣafī ar-Raḥmān. *Ar-Raḥīq al-Makhtūm*. Lahore: Al-Maktaba as-Salafiyya, n.d.
* Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl Abū ʿAbd Allāh al-Juʿfī. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Edited by Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir an-Nāṣir. Beirut: Dār Ṭawq an-Najāḥ, 1422 AH.
* Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawra. *Sunan at-Tirmidhī*. Edited by Aḥmad Muḥammad Shākir, Muḥammad Fu’ād ʿAbd al-Bāqī, and Ibrāhīm ʿAṭwa ʿAwaḍ. 2nd ed. Cairo: Sharikat Maktaba wa Maṭbaʿa Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1395 AH.
* Nīsābūrī, Niẓām ad-Dīn al-Ḥasan ibn Muḥammad. *Gharā’ib al-Qur’ān wa Raghā’ib al-Furqān*. Edited by Shaykh Zakariyā ʿUmayrāt. 1st ed. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1416 AH.
* Aḥmad, Isrār. *Bayān al-Qur’ān*. 9th ed. Peshawar: Anjuman Khuddām al-Qur’ān, Khyber Pakhtunkhwa, 1435 AH.
* Madanī, Isḥāq. *Zubdat al-Bayān fī Tafsīr al-Qur’ān (Maʿrūf Tafsīr al-Madanī aṣ-Ṣaghīr)*. Plandri, Sudhnoti District, Azad Kashmir: Dār al-ʿUlūm al-Islāmiyya Bukshmir al-Ḥurra, n.d.
* Thānawī, Ashraf ʿAlī. *Tafsīr Bayān al-Qur’ān (Mukammal)*. Lahore: Maktaba Raḥmāniyya, Iqrā’ Center, n.d.
* Nasafī, Abū al-Barakāt ʿAbdullāh ibn Aḥmad ibn Maḥmūd. *Tafsīr an-Nasafī (Madārik at-Tanzīl wa Ḥaqā’iq at-Ta’wīl)*. Edited by Yūsuf ʿAlī Badayūnī. 1st ed. Beirut: Dār al-Kalima aṭ-Ṭayyib, 1419 AH.


54 -Az-Zukhruf, 43:62.

* ‘Uthmānī, Shabīr Aḥmad. *Tafsīr ‘Uthmānī*. Translated by Shaykh al-Hind Mawlānā Maḥmūd al-Ḥasanī‘ī. Edited by Muḥammad Walī Rāzīḥ. Karachi: Dār al-Ishā‘at, n.d.
* Qurṭubī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr. *Tafsir-ul-Quran Al-Jāmi‘ī li-Aḥkām al-Qur’ān*. Edited by Aḥmad al-Bardūnī and Ibrāhīm Aṭfayyish. 2nd ed. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1384 AH.
* *Tābīr al-Qur’ān*. n.p.: n.p., n.d.
* Swātī, ‘Abdul-Ḥamīd. *Ma‘ālim al-‘Irfān*. Edited by Al-Ḥājj Lal‘ul-Dīn. 13th ed. Lahore: Shalimar Town, n.d.
* Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ‘Alī ibn Mūsā. *As-Sunan al-Kubrā*. Edited by Muḥammad ‘Abd al-Qādir ‘Aṭā’. 3rd ed. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1424 AH.
* Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad ash-Shāmī. *Musnad ash-Shāmiyyīn*. Edited by Ḥamdī ibn ‘Abd al-Majīd as-Salafī. 1st ed. Beirut: Mu’assasat ar-Risāla, 1405 AH.
* Ibn Kathīr, Abū al-Fidā’ Ismā‘īl ibn ‘Umar ad-Dimashqī. *Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm*. Edited by Sāmī ibn Muḥammad Salāma. 2nd ed. Riyadh: Dār Ṭayba lin-Nashr wa at-Tawzī‘, 1420 AH.
* Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr Abū Ja‘far. *Jāmi‘ al-Bayān fī Ta’wīl al-Qur’ān*. Edited by Aḥmad Muḥammad Shākir. 1st ed. Beirut: Mu’assasat ar-Risāla, 1420 AH.
* Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī. *Sunan Ibn Māja*. Edited by Muḥammad Fu’ād ‘Abd al-Bāqī. Cairo: Dār Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyya, n.d.
* Māwardī, Abū al-Ḥasan ‘Alī ibn Muḥammad ibn Muḥammad. *An-Nukat wa al-‘Uyūn*. Edited by As-Sayyid ibn ‘Abd al-Maqsūd ibn ‘Abd ar-Raḥīm. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, n.d.